ہو۔ پھر وہ ایمان اور عمل کے تعلق پر بحث کرتے ہوئے یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہر تحریک اور ہر جماعت کے لیے ناگزیر ہے کہ اپنے اساسی عقیدہ کو ہر دوسری چیز سے بڑھ کر اہمیت دے۔ "اگر اس میں اصول و عقیدہ پر ایمان کا مطالبہ کیے بغیر ہر کس و ناکس کو داخل کی اجازت دیدی جائے تو اس مستحکم دیوار میں یقیناً رخنے پڑ جائینگے" درحقیقت یہ پورا مقالہ اس لائق ہے کہ اسکا نہایت غور سے مطالعہ کیا جائے۔

اس کے آغاز میں بھی مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند کی تقریظ ہے جس میں یہ تمنا ظاہر کی گئی ہے کہ خدائے برتر "ہماری مسلم یونیورسٹی کے کارآمد اور رکارکن اجزاء و اعضاء کو اس مقدس پیغام کا علماً حامل، عملاً قابل اور قولاً سچا داعی بنادے"۔ بہتر ہوتا کہ صاحب تقریظ اس مقدس تمنا کا اظہار کرنے کے ساتھ اپنے مخاطب نوجوانوں کو اس تلخ حقیقت پر بھی متنبہ فرما دیتے کہ اگر کہیں واقعی یہ حرکت کرنے پر تم آمادہ ہو گئے تو سب سے پہلے وہی لوگ تمہیں فتنہ ثابت کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہونگے جو یہ بیش قیمت مقالے تمہیں سنایا کرتے ہیں۔ عافیت چاہتے ہو تو ان مقالوں کو سنو اور بس اسلام کی نظری کرامات پر سر دھن کر اپنے انہی کاموں میں لگ جاؤ جو دنیا میں ہو رہے ہیں۔

فردوس گم گشتہ | جناب چودھری غلام احمد صاحب پرویز۔ ضخامت ۴۴ صفحات۔ قیمت ۲/ ۔ انجمن اسلامی تاریخ و تمدن، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ۔

یہ مقالہ بھی انجمن کی دعوت پر علی گڑھ میں پڑھا گیا تھا۔ اس میں چودھری صاحب نے اسلام کے تین عناصر ترکیبی یعنی ضابطہ قوانین الٰہیہ، اسکو نافذ کرنے والی طاقت، اور ان دونوں کی حامل جماعت مومنین، کے غیر منفک اور لازمی تعلق پر زور دیتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ پہلا عنصر تو الحمدللہ موجود ہے، مگر باقی دو عنصر تقریباً مفقود ہیں، اور یہی ہماری وہ فردوس گم گشتہ ہے جسے حاصل کرنے کے لیے ہمیں مردانہ وار کوشش کرنی چاہیے۔ ۲۱ صفحوں تک مقالہ پورے زور کے ساتھ اسی مضمون کو لیے ہوئے چلتا ہے یہاں تک کہ آخر میں پہنچ کر بات اس پر ختم ہوتی ہے کہ اپنی اس گم گشتہ فردوس کی طرف ہم پیاسے کی سی بے تابی